بہترین جہاد

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: اَفْضَلُ الْجِھَادِ کَلِمَۃُ عَدْلٍ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ اَوْ اَمِیْرٍ جَائِرٍ. (ابوداؤد)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بہترین جہاد یہ ہے کہ ظالم بادشاہ کے روبرو انصاف کی بات کہے یا ظالم حاکم کے روبرو۔''

تشریح: اس میں شبہ نہیں کہ ظالم و جابر حکمراں کے روبرو عدل و انصاف کی بات کہنی جس کی وجہ سے اس کی جان کو خطرہ لاحق ہو سکتا ہو، کسی جہاد سے کم نہیں۔ اسلام بزدلی کی نہیں، شجاعت اور بہادری کی تعلیم دیتا ہے۔ اسلام کا خاص پیغام ہی یہ ہے کہ حق کو دنیا کے سامنے بغیر کسی لاگ لپیٹ کے پیش کیا جائے خواہ ذاتی مفاد اور مصالح کا تقاضا کچھ اور ہی کیوں نہ ہو۔

راہِ حق کی آزمائش

〈۱〉 عَنْ سَعْدٍ ؓ قَالَ: سُئِلَ النَّبِیُّ ﷺ اَیُّ النَّاسِ اَشَدُّ بَلاَءً؟ قَالَ الْاَنْبِیَاءُ ثُمَّ الْاَمْثَلُ فَالْاَمْثَلُ یُبْتَلَی الرَّجُلُ حَسَبَ دِیْنِہٖ فَاِنْ کَانَ فِیْ دِیْنِہٖ صُلْبًا اِشْتَدَّ بَلاَءُہٗ وَ اِنْ کَانَ فِیْ دِیْنِہٖ رِقَّۃً ھُوِّنَ عَلَیْہِ فَمَا زَالَ کَذٰلِکَ حَتّٰی یَمْشِیْ مَالَہٗ ذَنْبٌ.

(ترمذی، ابن ماجہ)

ترجمہ: حضرت سعدؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ لوگوں میں سب سے زیادہ آزمائش کس کی ہوتی ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ''انبیاء کی۔ پھر اس کے بعد درجہ بہ درجہ جو افضل ہو۔ آدمی کی آزمائش بھی اُس کی دینداری کے مطابق ہوتی ہے۔ اگر وہ اپنے دین میں سخت ہے تو اس کی آزمائش بھی سخت ہوتی ہے اور اگر وہ اپنے دین میں نرم ہے تو اس کی آزمائش بھی ہلکی

ہوتی ہے۔ آزمائشوں کا یہی دَور رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اس طرح چلتا پھرتا ہے کہ کوئی گناہ اس پرنہیں رہتا۔"

تشریح: دین کی راہ میں اہلِ ایمان کی آزمائش لازماً ہوتی ہے۔ اہلِ شر اور دین کے مخالفین کبھی بھی اسے پسند نہیں کریں گے کہ دینِ حق کو فروغ حاصل ہو۔ اس لیے وہ اہلِ حق کی راہ میں ہمیشہ رکاوٹیں کھڑی کرتے رہتے ہیں۔ دین کی راہ میں آزمائش اہلِ حق کے اپنے دین کے لحاظ سے پیش آتی ہے۔ اگر وہ اپنے دین پر نہایت مضبوطی کے ساتھ قائم رہتے ہیں اور دین حق کی طرف دعوت دینے سے غافل نہیں ہوتے۔ اس کام میں نہ مداہنت سے کام لیتے ہیں اور نہ حق کی قیمت پر اہلِ باطل سے مصالحت کرتے ہیں تو ایسے لوگوں کا سخت آزمائش سے دوچار ہونا ناگزیر ہے۔ اس سلسلہ میں سب سے پہلے نمایاں گروہ انبیاء علیہم السلام کا ہے۔ پھر درجہ بہ درجہ لوگوں کی ان کی اپنی دینی حیثیت کے مطابق آزمائش ہوتی ہے۔ راہِ حق کی آزمائشوں کا دور کسی نہ کسی شکل میں چلتا رہتا ہے۔ خدا کے سچے اور مخلص بندے اللہ کی توفیق سے زمین پر اس طرح زندگی گزار رہے ہوتے ہیں کہ ان پر خدا کا کوئی الزام نہیں ہوتا۔ وہ آزمائش میں پورے اُترتے ہیں۔ باطل انھیں حق سے پھیرنے میں کام یاب نہیں ہوتا۔ وہ اپنی ذمہ داریوں کی طرف سے کبھی غافل نظر نہیں آتے۔

〈۲〉 وَ عَنْ خَبَّابٍؓ قَالَ: اَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَ هُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً وَ هُوَ فِيْ ظِلِّ الْكَعْبَةِ وَ قَدْ لَقِيْنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ شِدَّةً فَقُلْتُ اَلَا تَدْعُوا اللّٰهَ فَقَعَدَ وَ هُوَ مُحْمَرٌّ وَجْهُهٗ فَقَالَ لَقَدْ كَانَ مَنْ قَبْلَكُمْ لَيُمْشَطُ بِمِشَاطِ الْحَدِيْدِ مَا دُوْنَ عِظَامِهٖ مِنْ لَحْمٍ اَوْ عَصَبٍ مَا يَصْرِفُهٗ ذٰلِكَ عَنْ دِيْنِهٖ وَ يُوْضَعُ الْمِنْشَارُ عَلٰى مَفْرِقِ رَاْسِهٖ فَيُشَقُّ بِاثْنَيْنِ مَا يَصْرِفُهٗ ذَالِكَ عَنْ دِيْنِهٖ وَاللّٰهِ وَلَيُتِمَّنَّ اللّٰهُ هٰذَا الْاَمْرَ حَتّٰى يَسِيْرَ الرَّاكِبُ مِنْ صَنْعَآءَ اِلٰى حَضْرَ مَوْتَ مَا يَخَافُ اِلَّا اللّٰهَ. (بخاری)

ترجمہ: حضرت خبابؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپؐ اس وقت تکیہ لگائے ہوئے چادر پر کعبہ کے سایہ میں تشریف فرما تھے۔ ہمیں مشرکوں کی طرف سے بہت اذیت پہنچ چکی تھی اس لیے عرض کیا کہ کیا آپؐ دعا نہیں فرماتے؟ یہ سن کر آپؐ بیٹھ گئے آپؐ کا چہرہ سرخ ہو گیا پھر آپؐ نے فرمایا: "تم سے پہلے ایک شخص کا حال یہ ہوتا کہ اس کی ہڈی پر گوشت یا

پٹھوں کے نیچے لوہے کی کنگھیاں چلاتے لیکن یہ چیز بھی اسے اس کے دین سے نہ ہٹاتی تھی اور کسی کے سر پر آرہ رکھ کر دو ٹکڑے کر دیے جاتے تھے پھر بھی یہ چیز اسے اس کے دین سے نہ ہٹاتی تھی اور بہ خدا اللہ اس دین کو پورا کر کے رہے گا یہاں تک کہ ایک سوار صنعاء سے حضر موت تک اس طرح بے خوف ہو کر سفر کرے گا کہ اسے خدا کے سوا کسی کا ڈر نہ ہوگا۔''

تشریح: بعض روایتوں میں مَا يَخَافُ اِلَّا اللّٰهَ کے بعد یہ الفاظ بھی منقول ہوئے ہیں: وَالذِّئْبَ عَلٰی غَنَمِهٖ وَ لٰکِنَّکُمْ تَعْجَلُوْنَ۔ یعنی ایسا امن وامان قائم ہوگا کہ دور دراز سفر میں بھی آدمی کو خدا کے سوا کسی کا خوف نہ ہوگا یا پھر اسے خوف ہوگا تو اپنی بکریوں کے سلسلہ میں محض بھیڑیے کا کہ کہیں وہ ان پر حملہ نہ کر دے۔

اس حدیث سے کئی باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دین وایمان کی دولت وہ دولت ہے جس سے کسی حالت میں بھی دست بردار نہیں ہوا جا سکتا۔ خواہ اس کے لیے آدمی کو آرے سے چیر دیا جائے یا اس کے گوشت و پوست میں لوہے کی کنگھیاں ہی کیوں نہ پیوست کر دی جائیں۔ تاریخ ایسے مناظر پیش کرنے سے قاصر نہیں ہے کہ ستم پیشہ اہل کفر نے اہل ایمان کے جسم کے دو ٹکڑے کر دیے لیکن وہ اپنے دین پر آخری دم تک قائم رہے۔ وہ جانتے تھے کہ دین کی راہ میں اس طرح کی مصیبتوں کا پیش آنا کوئی غیر متوقع چیز نہیں ہے۔

اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ دین حق کی جدوجہد میں عجلت پسندی روا نہیں ہے۔ یہ کام نہایت صبر وثبات کا طالب ہے۔ کام یابی ان ہی حصے میں آتی ہے جو دین کے لیے مسلسل سرگرم رہتے ہیں اور دین کی راہ میں وہ غیر معمولی صبر وثبات کا ثبوت دیتے ہیں۔

ایک اہم بات اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوئی کہ قیامِ امن واماں درحقیقت قیام دین سے وابستہ ہے۔ دین حق کے غالب ہونے کا مطلب یہ ہے کہ زمین میں امن وامان قائم ہو لوگوں کے دلوں میں بس ایک خدا کا خوف ہو۔ وہ ہر طرح کے ظلم وستم سے محفوظ ہوں۔

﴿۳﴾ وَ عَنْ مُعَاوِيَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ: لَا يَزَالُ مِنْ اُمَّتِيْ اُمَّةٌ قَائِمَةٌ بِاَمْرِ اللّٰهِ لَا يَضُرُّهُمْ مَّنْ خَذَلَهُمْ وَلَا مَنْ خَالَفَهُمْ حَتّٰى يَاْتِيَ اَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ عَلٰى ذٰلِكَ. (بخاری، مسلم)

ترجمہ: حضرت معاویہؓ سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ”میری امت میں برابر ایک ایسا گروہ موجود رہے گا جو اللہ کے دین کی محافظت و اقامت میں لگا رہے گا جو لوگ اس کا ساتھ نہ دیں گے وہ اس کا کچھ بگاڑ نہ کر سکیں گے اور نہ وہ لوگ جو اس کے مخالف ہوں گے اسے تباہ کر سکیں گے۔ یہاں تک کہ اللہ کا فیصلہ آ جائے اور دین کا محافظ گروہ اپنی اس حالت پر قائم رہے گا۔“

تشریح: یہ حدیث بتاتی ہے کہ اہل حق آزمائشوں سے دوچار ہوں گے۔ ان کی مخالفتیں بھی ہوں گی۔ ان کی معاونت اور رفاقت سے انکار بھی کیا جائے گا۔ لیکن اس مخالفت اور رکاوٹوں کے باوجود خدا پرستوں کا ایک گروہ ہمیشہ دین کی محافظت میں لگا رہے گا۔ حالات کے لحاظ سے دین کے جو بھی تقاضے ہوں گے وہ انھیں پورا کرنے کی کوشش کرے گا۔ اس طرح دین حق کی محافظت اور اقامت کی جدوجہد ہمیشہ ہوتی رہے گی یہاں تک کہ قیامت کی گھڑی آ جائے۔